محمد وسیم اختر مفتی

حضرت علی رضی اللہ عنہ

(۱۵)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

[''سیر و سوانح'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین
کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

خوارج کی کارروائیاں

۳۸ھ: جنگ نہروان میں شکست کھانے کے بعد خوارج نے چھوٹی موٹی کئی کارروائیاں کیں۔ ربیع الثانی ۳۸ھ میں اشرس بن عوف نے دو سو کا جتھا لے کر دسکرہ میں بغاوت کی، پھر انبار جا پہنچا۔ حضرت علی نے تین سو کی فوج دے کر ابرش بن حسان کو بھیجا، چنانچہ اشرس جہنم واصل ہوا۔ جمادی الاولیٰ ۳۸ھ میں ہلال بن علفہ نے ماسبذان میں خروج کیا تو حضرت علی نے حضرت معقل بن قیس کو بھیجا۔ ہلال اور اس کے دو سو سپاہی اپنے انجام کو پہنچے۔ جمادی الثانی ۳۸ھ میں بجیلہ کا اشہب (یا اشعث) بن عمیر ایک سو اسّی (۱۸۰) باغیوں کو جمع کر کے ماسبذان پہنچا۔ ہلال بن علفہ اور اس کے ساتھیوں کی نماز جنازہ پڑھنے کے بعد تدفین کی۔ حضرت علی نے حضرت جاریہ بن قدامہ یا حضرت حجر بن عدی کی سربراہی میں فوج بھیجی جس نے جرجرایا کے مقام پر اشہب کا خاتمہ کیا۔ سعید بن قفل نے بندنیجین کے مقام پر شورش برپا کی، پھر درزنجان پہنچا، سعد بن مسعود نے اسے موت کے گھاٹ اتارا۔ ابومریم سعدی نے دو سو (یا چار سو) کی فوج لے کر کوفہ کا رخ کیا۔ حضرت علی نے اسے شہر کے اندر آ کر بیعت کرنے کی دعوت دی۔ اس نے کہا: ہمارے درمیان جنگ کے علاوہ کوئی معاملہ نہ ہوگا۔ حضرت علی

نے شریح بن ہانی کو سات سو افراد کی فوج دے کر بھیجا۔ راستے میں خوارج نے حملہ کر کے اس فوج کو منتشر کر دیا تو دو سو افراد شریح کے ساتھ رہ گئے۔ اب حضرت علی خود نکلے اور ابو مریم کو دوبارہ دعوت اطاعت دی۔ وہ جنگ پر بضد رہا، نتیجہ میں اس کی فوج میں سے صرف پچاس افراد بچنے پائے جن میں سے چالیس زخمی تھے۔ انھیں علاج کے لیے کوفہ لے جایا گیا۔

حضرت علی کے خلاف حضرت معاویہ کی مہمات

ابن کثیر کہتے ہیں: حضرت معاویہ یہ سمجھتے تھے کہ حکمین، حضرت عمرو بن العاص اور حضرت ابو موسیٰ اشعری نے حضرت علی کو معزول کر دیا ہے، لٰہذا وہ واجب الاطاعت ہو گئے ہیں۔ ان کا خیال تھا کہ عراق حضرت علی کے تسلط میں ہے اور اہل عراق کئی معاملات میں ان کے حکم کی اطاعت نہیں کرتے، اس لیے ان کی امارت بے سود ہے۔ یہی زعم حضرت معاویہ کی مہمات کی وجہ بنا۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

عین التمر

۳۹ھ میں حضرت معاویہ نے حضرت نعمان بن بشیر کی قیادت میں دو ہزار (طبری، ایک ہزار: ابن اثیر) کا دستہ عین التمر بھیجا، جہاں حضرت علی نے مالک بن کعب کی قیادت میں چوکی قائم کر رکھی تھی۔ اس چوکی پر ایک ہزار کی نفری متعین تھی، لیکن اکثریت کے کوفہ چلے جانے کے بعد سو افراد باقی رہ گئے تھے۔ حضرت نعمان کی آمد کی خبر سن کر مالک نے حضرت علی سے مدد طلب کی۔ حضرت علی نے کوفہ کے مسلمانوں کو نکلنے کے لیے کہا، لیکن کوئی تیار نہ ہوا۔ رنجیدہ ہو کر انھوں نے خطبہ دیا: جب بھی تم شامی فوج کے حملے کی اطلاع سنتے ہو، گھر میں گھس کر دروازہ بند کر لیتے ہو جس طرح گوہ اپنے بل میں اور بجو اپنے بھٹ میں گھس جاتا ہے۔ پکار کے وقت مردہ بن جاتے ہو، مدد مانگو تو ساتھ نہیں دیتے۔ اندھے ہو، دیکھ نہیں سکتے؛ گونگے ہو، بول نہیں سکتے؛ بہرے ہو، سن نہیں سکتے۔ حضرت نعمان سر پر آن پہنچے تو مالک بن کعب نے سامنا کیا۔ سخت لڑائی میں شام ہو گئی، تب مالک کی درخواست پر قریبی کمانڈر مخنف بن سُلیم نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کی سربراہی میں پچاس سپاہیوں کا دستہ مدد کے لیے بھیجا۔ اندھیرے میں حضرت نعمان یہ سمجھ کر کہ شاید کوئی بڑی کمک آئی ہے، پسپا ہو گئے۔ مالک نے ان کا پیچھا کیا اور تین سپاہی مار ڈالے۔

ہیت اور انبار

۳۹ھ میں حضرت معاویہ نے چھ ہزار کی فوج دے کر سفیان بن عوف کو ہیت، انبار اور مدائن پر حملہ کرنے

کے لیے بھیجا۔ ہیت میں کوئی بھی مزاحمت کرنے والا نہ تھا، پھر یہ فوج انبار پہنچی۔ انبار میں حضرت علی کی قائم کردہ چھاؤنی میں پانچ سو فوجی متعین تھے جن میں سے دو سو (ایک سو: طبری) حاضر تھے، بقیہ حضرت علی سے اجازت لیے بغیر قرقیسیا جا چکے تھے، کیونکہ وہاں کچھ لوگ حملہ کرنے کی تیاری کر رہے تھے۔ سفیان نے کم نفری دیکھ کر حملہ کر دیا، حضرت علی کے سپاہیوں نے مقابلہ کیا، لیکن کمانڈر اشرس بن حسان اور تیس سپاہی جاں بحق ہوئے اور حضرت معاویہ کی فوج مال و دولت لوٹ کر واپس لوٹ گئی۔ حضرت علی کو خبر ملی تو وہ خود نخیلہ پہنچے اور حضرت سعید بن قیس کا دستہ حملہ آوروں کا پیچھا کرنے کے لیے بھیجا۔ حضرت سعید ہیت تک گئے، لیکن سفیان کی فوج ہاتھ نہ آئی۔

تیما

۳۹ھ ہی میں حضرت معاویہ نے عبداللہ بن مسعدہ کو سترہ سو کی سپاہ دے کر تیما روانہ کیا۔ انھوں نے دیہاتیوں سے صدقات وصول کرنے کی ہدایت کی اور انکار کرنے والوں کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ وہ لوگوں سے ٹیکس وصول کرتا ہوا مکہ و مدینہ تک پہنچ گیا۔ حضرت علی کو معلوم ہوا تو انھوں نے دو ہزار کی فوج دے کر مسیب بن نجبہ کو بھیجا۔ تیما کے مقام پر مسیب کا ابن مسعدہ سے سامنا ہوا۔ سخت لڑائی ہوئی جو سورج ڈھلنے تک جاری رہی۔ مسیب نے تین وار کر کے ابن مسعدہ کو شدید گھائل کر دیا، لیکن جان نہ لی۔ وہ اپنے ساتھیوں سمیت قلعہ بند ہوا، صدقہ کے اونٹ بدوؤں نے لوٹ لیے، بقیہ فوج شام کو بھاگ گئی۔ تین دن کے محاصرے کے بعد مسیب نے قلعہ کے دروازہ پر لکڑیاں رکھ کر آگ لگوا دی۔ اہل قلعہ جلنے لگے تو یہ کہہ کر پناہ مانگی کہ ہم آپ کی قوم بنو فزارہ ہی کے ہیں، مسیب نے ترس کھا کر انھیں چھوڑ دیا تو وہ شام کی طرف واپس چلے گئے۔ اس پر عبدالرحمٰن بن شبیب نے اعتراض کیا کہ تم نے امیر المومنین سے خیانت کی ہے۔

ثعلبیہ

اسی سال حضرت معاویہ نے ضحاک بن قیس کو تین ہزار سپاہی دے کر واقصہ بھیجا اور ہدایت کی کہ راستے میں آنے والے، حضرت علی کا دم بھرنے والے تمام بدوؤں کو لوٹ لو۔ حضرت علی کے گھڑ سوار سپاہی عمیر بن عمرج پر جا رہے تھے، ضحاک نے ان کا سامان سفر چھینا اور غارت گری کرتا ہوا ثعلبیہ پہنچا، وہاں حضرت علی کا اسلحہ خانہ لوٹ کر قطقطانہ کا رخ کیا۔ حضرت علی کو اس کی کارروائیوں کا علم ہوا تو حضرت حجر بن عدی کی کمان میں چار ہزار کی نفری بھیجی، ہر سپاہی کو پچاس درہم دیے۔ تدمر کے مقام پر دونوں فوجوں کا سامنا ہوا۔ دن بھر کی لڑائی میں

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ضحاک کے انیس اور حضرت حجر کے دو سپاہی کام آئے۔ رات کو ضحاک نے راہ فرار پکڑی اور حضرت حجر لوٹ آئے۔

امیر حج کا نزاع

۳۹ھ میں حضرت علی نے حضرت قثم بن عباس (دوسری روایت: حضرت عبید اللہ بن عباس) کو امیر حج مقرر کیا۔ دوسری طرف حضرت معاویہ نے اپنے ایک مصاحب یزید بن شجرہ کو امیر حج بنا کر مکہ روانہ کر دیا، تین ہزار کی فوج ساتھ دے کر ان کی ذمہ داری لگائی کہ مکہ کے لوگوں سے بیعت لیں اور حضرت علی کے عامل حضرت قثم بن عباس کو نکال باہر کریں۔ حضرت قثم کو خبر ملی تو مکہ کے لوگوں کو شامی فوج کا مقابلہ کرنے کی دعوت دی۔ حضرت شیبہ بن عثمان عبدری کے علاوہ کسی نے ان کی پکار پر لبیک نہ کہا۔ انھوں نے مکہ چھوڑ کر کسی گھاٹی میں پناہ لینے اور امیر المومنین کی طرف سے کمک کا انتظار کرنے کا ارادہ کیا، لیکن حضرت ابوسعید خدری نے انھیں مکہ سے نکلنے سے منع کیا۔ یکم ذی الحجہ کو حضرت علی نے فوج بھیجی جس میں ریان بن ضمرہ اور ابوطفیل شامل تھے۔ ۶/ ذی الحجہ کو ابن شجرہ نے مکہ پہنچ کر اعلان کیا: جو ہم سے قتال نہ کرے گا، امان پائے گا۔ اس نے حضرت ابوسعید خدری کو بلا کر تجویز دی کہ آپ اپنے امام کو ہٹا لیں، میں بھی پیچھے ہٹ جاتا ہوں۔ لوگ اپنا امام خود منتخب کر لیں۔ تب اکثریت نے حضرت شیبہ بن عثمان کو چن لیا، انھوں نے نمازیں پڑھائیں اور خطبۂ حج دیا۔ حج کے بعد یزید بن شجرہ نے شام واپسی کی راہ لی۔ تب حضرت علی کے جرنیل حضرت معقل بن قیس پہنچے، انھوں نے اہل شام کا پیچھا کیا، کچھ سپاہیوں کو قید کیا اور مال و دولت لوٹ لیا۔ بعد میں حضرت علی نے ان قیدیوں کے بدلے میں حضرت معاویہ سے اپنے اسیر چھڑائے۔

الجزیرہ پر حملہ

۳۹ھ: حضرت معاویہ نے عبد الرحمٰن بن قباث کی سربراہی میں فوج الجزیرہ روانہ کی، بلاذری کا بیان ہے کہ یہ ان کی ساتویں مہم تھی۔ الجزیرہ کے عامل شبیب بن عامر نے جو اس وقت نصیبین میں تھے، کمیل بن زیاد کو خبر کی تو وہ ہیت سے چھ سو سوار لے کر پہنچے اور عبد الرحمٰن بن قباث اور اس کے ساتھی معن بن یزید کو شکست سے دوچار کیا۔ شامی فوج کا بہت جانی نقصان ہوا، جب کہ کمیل کے فقط دو سپاہی مارے گئے۔ کمیل نے زخمیوں کو زندہ چھوڑنے اور مفروروں کا پیچھا نہ کرنے کی ہدایت جاری کی۔ حضرت علی نے کمیل کی کامیابی کو بہت سراہا اور ان سے پچھلی ناراضی بھول گئے۔ اس کے برعکس شبیب بن عامر نصیبین سے لوٹے تو شکست خوردہ فوج کا پیچھا کیا۔ شامی فوج تو ہاتھ نہ آئی، تاہم دریائے فرات عبور کر کے وہ بعلبک اور رقہ تک گئے۔ اہل شام کو خوب لوٹا،

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

رقہ کے نواحی علاقوں پر یورش کرتے ہوئے اسلحہ چھینا اور مویشی ہانک لائے۔ حضرت علی نے انھیں عوام کا مال و متاع لوٹنے سے منع کیا اور فرمایا: گھوڑوں اور اسلحے کے علاوہ کسی شے کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ تم نے فتح پانے میں جلد بازی کی۔

الجزیرہ کی دوسری مہم

یزید بن شجرہ کی واپسی کے بعد حضرت معاویہ نے حارث بن نمر کو الجزیرہ بھیجا تاکہ وہ حضرت علی کے کچھ ساتھیوں کو پکڑ لائے۔ بنو تغلب کے سات اشخاص اس کے ہاتھ آئے۔ اب حضرت معاویہ نے حضرت علی کو خط لکھا کہ ان قیدیوں کے بدلے میں معقل بن قیس کے پکڑے ہوئے آدمی چھوڑ دیں۔ اس طرح اسیروں کا تبادلہ عمل میں آیا۔ انھی دنوں حضرت علی نے عبدالرحمٰن خثعمی کو بنو تغلب سے اظہار ہم دردی کے لیے موصل بھیجا، لیکن انھوں نے گالی گلوچ کر کے اسے مار ڈالا۔ حضرت علی ان کی سرکوبی کرنا چاہتے تھے، لیکن بنو ربیعہ کے لوگوں نے انھیں یقین دلایا کہ یہ قتل خطا سے ہوا۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

سماوہ کی جھڑپ

اسی سال حضرت معاویہ نے زہیر بن مکحول کو ٹیکس وصول کرنے سماوہ بھیجا۔ حضرت علی کو معلوم ہوا تو انھوں نے جعفر بن عبداللہ، عروہ بن عشبہ اور جلاس بن عمیر کو اسی مقصد کے لیے اپنے مطیع قبائل بنو کلب اور بنو بکر بن وائل کے پاس بھیجا۔ ان اشخاص کا زہیر سے سامنا ہو گیا، باہمی لڑائی ہوئی جس میں جعفر بن عبداللہ شہید ہو گئے۔ ابن عشبہ حضرت علی کے پاس واپس آئے تو انھوں نے خوب سرزنش کی اور درے سے پیٹا۔ وہ ناراض ہو کر حضرت معاویہ سے جا ملے۔ جلاس بچتے بچاتے کوفہ پہنچ گئے۔

اہل دومۃ الجندل کا بیعت سے انکار

۳۹ھ: دومۃ الجندل کے باسیوں نے حضرت علی اور حضرت معاویہ، دونوں کی اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیا تو حضرت معاویہ نے مسلم بن عقبہ کو بھیجا۔ ان کی دعوت پر بھی لوگ حضرت معاویہ کی بیعت پر آمادہ نہ ہوئے تو حضرت علی نے مالک بن کعب کو فوج دے کر روانہ کیا۔ مالک نے مسلم بن عقبہ پر اچانک چڑھائی کر دی، ایک دن کی جنگ کے بعد مسلم کو شکست ہوئی۔ مسلم بن عقبہ کے جانے کے بعد مالک نے کچھ دن رہ کر اہل دومۃ الجندل کو حضرت علی کی بیعت پر آمادہ کرنے کی کوشش کی، لیکن انھوں نے سختی سے انکار کیا اور مطالبہ کیا کہ پہلے تمام مسلمان ایک امام پر اکٹھے ہوں تو وہ بیعت کریں گے۔ ان حالات میں مالک واپس چلے آئے۔

سندھ پر فوج کشی

۳۹ھ میں حارث بن مرہ نے حضرت علی کے حکم پر سندھ کا رخ کیا اور بے شمار مال و دولت اور اسیر لے کر لوٹے۔

بسر بن ابوارطاۃ کی حجاز پر فوج کشی

۴۰ھ: حضرت معاویہ نے بسر بن ابوارطاۃ کی قیادت میں تین ہزار کا لشکر مدینہ بھیجا۔ حضرت علی کے مامور گورنر حضرت ابوایوب انصاری مدینہ چھوڑ کر کوفہ چلے گئے اور بسر کو بغیر کسی مزاحمت کے شہر میں داخل ہونے کا موقع مل گیا۔ اہل مدینہ سے بیعت لینے کے بعد بسر نے خطاب کیا: کہاں ہیں میرے شیخ عثمان؟ پھر بنو سلمہ کو پیغام بھیجا: تمھیں امان نہ ملے گی جب تک جابر بن عبداللہ کو نہ لاؤ گے۔ حضرت جابر ام المومنین حضرت ام سلمہ سے ملے اور کہا: مجھے ڈر ہے کہ اگر یہ بیعت ضلالت نہ کی تو قتل کر دیا جاؤں گا۔ حضرت ام سلمہ نے کہا: میں نے اپنے بیٹے عمر بن ابوسلمہ اور داماد عبداللہ بن زمعہ کو بیعت کرنے کا کہا ہے، اس لیے میرا مشورہ ہے کہ تم بھی بیعت کر لو۔ مدینہ کے کئی گھر منہدم کرنے کے بعد بسر نے مکہ کا رخ کیا، وہاں پر موجود حضرت ابوموسیٰ اشعری کو بھی اپنے قتل کا خطرہ محسوس ہوا، لیکن بسر نے یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ میں صحابی رسول کو قتل نہ کروں گا۔ بسر نے مکہ کے لوگوں کو حضرت معاویہ کی بیعت پر مجبور کرنے کے بعد یمن کا رخ کیا جہاں حضرت عبیداللہ بن عباس حضرت علی کے مقرر کردہ گورنر تھے۔ وہ بسر کی آمد کی خبر سن کر یمن چھوڑ کر کوفہ بھاگ آئے۔ حضرت علی نے عبداللہ بن عبدالمدان کا تقرر کیا، لیکن بسر نے انھیں اور ان کے بیٹے کو قتل کر دیا، پھر حضرت عبیداللہ بن عباس کے دو چھوٹے بیٹوں، عبدالرحمٰن اور قثم کو ذبح کیا۔ بسر نے یمن میں موجود حضرت علی کے متبعین کا قتل عام بھی کیا۔ ابن کثیر کہتے ہیں: مجھے اس روایت کے صحیح ہونے میں شبہ ہے۔

حضرت علی کو بسر کی کارروائیوں کی خبر ملی تو حضرت جاریہ (حارثہ: ابن جوزی) بن قدامہ اور وہب بن مسعود کو دو دو ہزار کی فوج دے کر بھیجا۔ حضرت جاریہ نے نجران پہنچ کر حضرت عثمان کے حمایتیوں کا خون بہایا تو بسر کی فوج بھاگ نکلی۔ حضرت جاریہ نے مکہ تک ان کا پیچھا کیا اور انھیں حضرت علی کی بیعت پر مجبور کیا۔ پھر وہ مدینہ گئے، حضرت ابوہریرہ مدینہ میں نمازوں کی امامت کر رہے تھے، حضرت جاریہ کی آمد کی خبر سن کر بھاگ نکلے۔ حضرت جاریہ نے مدینہ کے باشندگان سے حضرت حسن بن علی کی بیعت لی اور کہا: اگر ابوسنور (ابوہریرہ) میرے ہاتھ آتے تو میں ان کی گردن اڑا دیتا۔

حضرت علی نے حضرت عبیداللہ بن عباس کے بیٹوں کی شہادت پر بہت رنج کا اظہار کیا اور خطبۂ جمعہ میں

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

فرمایا: یہ سب تمھاری اپنے امام کی نافرمانی اور حکم عدولی کے سبب سے ہوا ہے۔ یا اللہ، مجھے ان لوگوں سے نجات دے، میں ان سے تنگ آ گیا ہوں۔ انھوں نے بد دعا کی: اللہ، بسر کا دین اور اس کی عقل سلب کر لے۔ یہ دعا قبول ہوئی، بسر پر دیوانگی طاری ہوئی، ہذیان میں بار بار نعرہ لگاتے: کہاں ہیں میرے شیخ؟ کہاں ہیں عثمان؟ انھیں لکڑی کی تلوار تھما دی گئی، اسے لوگوں پر اور ہوا بھرے مشکیزے پر چلاتے رہتے۔ دار قطنی کہتے ہیں: بسر صحابی تھے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان میں استقامت نہ رہی۔ انھوں نے حضرت عبید اللہ بن عباس کے دو کم عمر بیٹوں کو قتل کیا اور مسلمان عورتوں کو اسیر بنا کر فروخت کیا۔ واقدی اور یحییٰ بن معین ان کا صحابی ہونا نہیں مانتے۔

صلح بعد از خرابی بسیار

۴۰ھ میں حضرت معاویہ نے حضرت علی کو خط لکھا: کیا آپ اس بات پر رضا مند ہیں کہ عراق آپ کی عمل داری میں رہے اور شام کی حکومت میرے پاس رہے۔ آپ مسلمانوں کے خلاف تلوار اٹھائیں، نہ ان کا خون بہائیں۔ حضرت علی نے اس تجویز کو تسلیم کر لیا تو ان دونوں میں جنگ بندی کا معاہدہ ہو گیا۔ یہ طے ہوا کہ حضرت معاویہ اپنی فوجیں شام میں محدود رکھیں گے اور شام کا خراج وصول کریں گے، جب کہ حضرت علی اپنی فوج عراق میں متعین رکھیں گے اور عراق کا خراج ان کے پاس جمع ہو گا۔ فریقین ایک دوسرے پر فوج کشی اور غارت گری نہ کریں گے۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ، دونوں شہروں کو آزاد چھوڑ دیا گیا، یعنی حضرت علی اور حضرت معاویہ ان دونوں شہروں میں اپنی حکومت قائم نہ کرنے پر راضی ہو گئے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت عبد اللہ بن عباس کا بصرہ چھوڑنا

۴۰ھ: گورنر بصرہ حضرت عبد اللہ بن عباس نے بصرہ کے قاضی ابو الاسود دؤلی کی اہانت میں دو جملے کہے: اگر تو چوپایہ ہوتا تو اونٹ ہوتا اور اگر گلہ بان ہوتا تو چراگاہ تک پہنچ ہی نہ پاتا۔ ابو الاسود نے ناراض ہو کر حضرت علی کو خط لکھ دیا کہ ہم نے آپ کو تو بہت امانت دار اور رعیت کا خیر خواہ پایا ہے، لیکن آپ کے چچا زاد نے اپنی نگرانی میں آیا ہوا مال امانت آپ کو اطلاع دیے بغیر ہڑپ کر لیا ہے۔ جواب میں حضرت علی نے دو خط تحریر کیے، ایک حضرت ابن عباس کو بھیجا اور دوسرا ابو الاسود کو لکھا کہ تو نے امیر اور امت کی خیر خواہی کی۔ میں نے تمھارا نام لیے بغیر خط کے مندرجات عبد اللہ بن عباس تک پہنچا دیے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس نے جواب میں تحریر کیا: آپ بد گمانی نہ کریں، آپ تک پہنچنے والی خبر باطل ہے۔ حضرت علی نے پھر بھی جزیہ دینے والے افراد، آمدہ رقم اور خرچ کا تفصیلی حساب طلب کیا تو حضرت ابن عباس نے گورنری چھوڑی اور مکہ چلے آئے۔

ایک روایت کے مطابق وہ تمام جمع شدہ مال اور خمس ساتھ لے گئے، لیکن ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ یہ ان کے جمع شدہ مشاہرے تھے۔ان کا کہنا ہے کہ وہ حضرت علی کی شہادت کے وقت اور بعد میں بھی بصرہ کے گورنر رہے۔ جب حضرت حسن کی حضرت معاویہ سے صلح ہوئی، تب وہ بصرہ چھوڑ کر مکہ گئے۔ مدائنی کہتے ہیں: حضرت حسن کی صلح میں حضرت عبداللہ کی جگہ حضرت عبیداللہ بن عباس شریک ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے جنگ جمل، جنگ صِفِّین اور خوارج کے ساتھ جنگوں میں حضرت علی کا ساتھ دیا۔ وہ میسرہ کے کمان دار تھے۔

حضرت علی کی شہادت

اہل شام نے حضرت معاویہ کو امیر تسلیم کر لیا، جب کہ اہل عراق حضرت علی کے زیر نگیں ہونے کے باوجود منتشر رہے۔ حضرت علی کی فوج بھی ان سے تعاون نہ کرتی۔ اس پر وہ دل برداشتہ ہو گئے اور موت کی تمنا کرنے لگے (مسند ابویعلیٰ، رقم ۴۸۵)۔ فرماتے: یہ ڈاڑھی اس کھوپڑی کے خون سے ضرور رنگین ہو گی۔ اس امت کے بدبخت ترین آدمی کو کس نے روک رکھا ہے؟ وہ کس کا انتظار کر رہا ہے؟ قتل کیوں نہیں کرتا؟ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی طرف اشارہ تھا جو ان روایات میں مذکور ہے: ایک بار حضرت علی بیمار ہوئے، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت انس ان کے پاس تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی عیادت کے لیے تشریف لے آئے۔ حضرت ابوبکر و حضرت عمر نے عرض کیا: اللہ کے نبی، ہمیں تو یہ جاں بر ہوتے نظر نہیں آتے۔ آپ نے فرمایا: علی ہرگز وفات نہیں پائے گا، حتیٰ کہ غیظ و غضب سے پر نہ ہو جائے، یہ قتل ہو گا (ابن اثیر) دوسری روایت مختلف ہے: ابوسنان دؤلی (یا حضرت ابوفضالہ انصاری) حضرت علی کی عیادت کے لیے آئے اور کہا: امیر المومنین، اس بیماری نے تو ہمیں آپ کے بارے میں اندیشوں میں مبتلا کر دیا ہے۔ حضرت علی نے کہا: مجھے تو اپنی جان جانے کا کوئی خطرہ محسوس نہیں ہوتا، کیونکہ میں نے سچ بولنے والے اور سچا سمجھے جانے والے رسول کو اپنے سر کے بائیں طرف اشارہ کر کے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: تمھیں یہاں چوٹ لگے گی اور خون بہ کر تمھاری ڈاڑھی رنگ دے گا۔ یہ کام اس امت کا بدبخت ترین آدمی کرے گا جس طرح قوم ثمود کے سب سے زیادہ تیرہ بخت نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں (مسند احمد، رقم ۸۰۲۔ مستدرک حاکم، رقم ۴۵۹۰۔ مسند ابویعلیٰ، رقم ۵۶۹)۔

آخری رمضان میں وفات سے تین چار روز پہلے حضرت علی نے اپنے بیٹوں حضرت حسن، حضرت حسین اور حضرت جعفر کے ہاں باری باری افطاری کی اور تین لقموں سے زیادہ نہ کھایا۔ فرمایا: میں چاہتا ہوں، مجھے اللہ کا حکم اجل آئے تو میں دبلا پتلا ہوں۔ (الکامل ابن اثیر: ذکر مقتل امیر المومنین علی) ایک بار حضرت علی فجر کی نماز

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

کے لیے نکلے تو مرغابیاں ان کے کپڑوں سے لپٹ کر شور کرنے لگیں۔ لوگوں نے ان کو پرے ہٹایا تو فرمایا: رہنے دو، یہ نوحہ کر رہی ہیں۔ اسی روز ابن ملجم نے انھیں شہید کر دیا (تاریخ الیعقوبی: خلافۃ امیر المومنین علی، الکامل ابن اثیر: ذکر مقتل امیر المومنین علی)۔

لوگوں نے پوچھا: امیر المومنین کیا آپ خلیفہ مقرر نہیں کریں گے؟ کہا: میں تمھیں اسی طرح چھوڑ کر جاؤں گا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا تھا (مسند ابویعلیٰ، رقم ۳۴۱)۔

قتل کی منصوبہ بندی

حضرت علی پر قاتلانہ حملہ ۱۷ر رمضان ۴۰ھ کو ہوا، شاذ روایت میں ربیع الثانی وفات کا مہینا بتایا گیا ہے۔

عبدالرحمٰن بن ملجم، بُرک (یا حجاج) بن عبداللہ اور عمرو بن بکر تینوں خارجی سیاسی امور پر گفتگو کر رہے تھے۔ جنگ نہروان میں اپنے مارے جانے والے ساتھیوں کے لیے دعاے مغفرت کے بعد بولے: ان کے بعد ہم جی کر کیا کریں گے۔ اپنے تئیں اپنے امرا کو گم راہ قرار دینے کے بعد انھوں نے ان کو قتل کرنے کی ٹھانی۔ ابن ملجم نے حضرت علی، بُرک نے حضرت معاویہ اور عمرو بن بکر نے حضرت عمرو بن عاص کو ختم کرنے کی ذمہ داری لی۔ ان کا خیال تھا کہ اس طرح ملت میں پایا جانے والا انتشار اور باہمی جنگ و جدال ختم ہو جائے گا۔ تینوں نے اپنی تلواریں تیز کیں، انھیں زہر آلود کیا اور باہم عہد کیا، اپنے ٹارگٹ کو قتل کرنے یا اپنی جان دینے تک نہ ٹلیں گے۔ ۱۷ر رمضان کو کارروائی کا دن مقرر کر کے وہ روانہ ہوئے، ابن ملجم کا رخ کوفہ کی طرف تھا۔ تیم الرباب قبیلے کے افراد سے اس کی ملاقات ہوئی جس کے کئی لوگ جنگ نہروان میں حضرت علی کے ہاتھوں مارے جا چکے تھے۔ وہیں اس نے حسین و جمیل قطام بنت شجنہ کو دیکھا تو اس پر فریفتہ ہو گیا اور شادی کی پیش کش کر دی۔ قطام کا باپ اور بھائی بھی اس جنگ میں کام آ چکے تھے، شادی کے لیے اس نے تین شرائط رکھیں اور انھیں اپنا مہر قرار دیا، ابن ملجم اسے تین ہزار دینار، ایک غلام، ایک لونڈی دے اور علی کو قتل کر کے اس کا جی ٹھنڈا کرے۔ اس نے بتایا: وہ علی ہی کو قتل کرنے کوفہ پہنچا ہے۔ باقی شرائط کی بجا آوری سے اس وقت معذور ہوں۔ قطام نے کہا: تم یہ شرط پوری کر دو تو میں دوسری دو شرطیں ساقط کر دوں گی۔ ابن کثیر کہتے ہیں: ان کی شادی ہو گئی، اس کے بعد قطام نے معاونت کے لیے اسے اپنی قوم تیم الرباب کے شخص وردان کے پاس بھیجا۔ بنو اشجع کا شبیب بن بجرہ حضرت علی کے قتل میں شریک نہ ہونا چاہتا تھا، لیکن ابن ملجم نے اسے اہل نہروان کا بدلہ لینے پر قائل کر لیا۔ یہ تینوں جمعہ کی شب قطام کے پاس پہنچے۔ اس نے ایک ریشمی پٹی ان کے سروں پر باندھ دی۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

فجر سے پہلے یہ تینوں سدہ نامی دروازے کے پاس بیٹھ گئے جہاں سے حضرت علی مسجد آتے تھے۔ نماز کا وقت ہوا تو حضرت علی مسجد میں پہنچے اور الصلاۃ، الصلاۃ کی پکار دی۔ شبیب نے فوراً تلوار نکال کر وار کیا جو خطا ہو کر دروازے کے طاق پر لگا، پھر ابن ملجم نے نعرہ لگایا: علی، حکم اللہ کا ہے، آپ کا نہ آپ کے ساتھیوں کا اور حضرت علی کی سر کی چوٹی (parietal bone، اصل میں قرن ہے، یعنی سر کا وہ حصہ جہاں جانوروں کے سینگ ہوتے ہیں) پر ضرب لگائی جو کاری ہوئی۔ حضرت علی کا خون ان کی ڈاڑھی پر بہ نکلا، وہ چلائے: یہ آدمی جانے نہ پائے۔ لوگوں نے اسے پکڑ لیا۔ حضرت علی پیچھے ہٹے اور حضرت جعدہ بن ہبیرہ کو آگے مصلے پر کھڑا کر دیا۔ یہ ان کی بہن حضرت ام ہانی کے بیٹے تھے۔ ابن ملجم کو لوگوں نے پکڑا تو ایک شخص ابوادما نے اس کے پاؤں پر تلوار سے ضرب لگائی جس سے اس کا پاؤں کٹ گیا۔

اس اثنا میں وردان بھاگ کر اپنے گھر میں گھس گیا۔ اس کے ایک رشتہ دار نے اسے تلوار لیے، ریشم کی پٹی اتارتے دیکھا تو پوچھا کہ ماجرا کیا ہے؟ وردان نے سچ سچ بتا دیا تو اس شخص نے تلوار پکڑ کر اسے ہی مار ڈالا۔ شبیب مسجد سے واپس نکلا تو کچھ لوگوں نے اس کا تعاقب کیا، عویمر حضرمی نے اسے پکڑ لیا اور اس کی تلوار قابو کر لی، لیکن پھر گھبرا کر چھوڑ دیا۔ اس طرح شبیب بچ گیا۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

نماز مکمل ہوئی تو حضرت علی کو گھر لے جایا گیا۔ انھوں نے ابن ملجم کو بلا کر پوچھا: میں نے تم پر احسانات نہ کیے تھے؟ اس نے کہا: ہاں۔ فرمایا: پھر تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا: میں نے اپنی تلوار کو چالیس دن صبح سویرے اٹھ کر تیز کیا ہے اور اللہ سے دعا کی ہے کہ اس کے ذریعے سے بد ترین خلائق کو قتل کرے۔ حضرت علی نے کہا: میں اس سے تمھیں ہی قتل ہوتے دیکھ رہا ہوں، تو ہی بد ترین مخلوق ہے۔ پھر فرمایا: جان کا بدلہ جان ہے۔ میں مر گیا تو اسے اسی طرح قتل کر دینا، جیسے اس نے مجھے قتل کیا ہے۔ حسن، سنو، میں اس کی ایک ضرب سے مرا تو تم بھی بدلے میں ایک ہی ضرب لگانا اور مثلہ ہر گز نہ کرنا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: مثلہ کرنے سے پرہیز کرو، اگرچہ مرنے والا پاگل کتا ہی ہو (المعجم الکبیر طبرانی: مسند علی بن ابی طالب ۱۶۸)۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی نے حکم دیا: ابن ملجم سے وہ سلوک کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے کیا تھا جو آپ کی جان کے درپے ہوا۔ اسے قتل کر کے جلا دو (مسند احمد، رقم ۷۱۳)۔ ام کلثوم بنت علی نے بندھے ہوئے ابن ملجم سے کہا: دشمن خدا، اللہ تمھیں رسوا کرے گا۔ ابن ملجم نے کہا: کیوں رو رہی ہو؟ میں نے یہ تلوار ایک ہزار درہم میں خریدی اور ایک ہزار ہی کا زہر لگایا۔ اگر تمام اہل مصر کو یہ تلوار لگی ہوتی تو کوئی بھی نہ بچتا، میں نے صرف تمھارے باپ کو مارا ہے۔

نصائح اور وصیت

اس اثنا میں جندب بن عبداللہ آئے اور پوچھا: امیر المومنین، اللہ نہ کرے آپ ہم سے جدا ہو جائیں۔ اگر ایسا ہوا تو کیا حسن کی بیعت کر لیں؟ حضرت علی نے جواب دیا: میں ہاں کہتا ہوں نہ تم کو منع کرتا ہوں، تم خود صاحب بصیرت ہو۔ پھر حضرت حسن اور حضرت حسین کو بلایا اور تقویٰ اختیار کرنے اور قول حق کہنے کی نصیحت کی۔ فرمایا: دنیا کے طلب گار نہ بننا، یتیم پر رحم کرنا، ظالم کے دشمن اور مظلوم کے مددگار بن جانا، کتاب اللہ کی تعلیمات پر عمل کرنا۔ پھر محمد بن حنفیہ کی طرف دیکھ کر کہا: بھائیوں کو کی جانے والی نصیحتیں تم نے بھی ذہن نشین کر لی ہیں؟ تمھارے لیے بھی یہ وصیت ہے: بھائیوں کا احترام کرنا، ان کے حکم کے بغیر کوئی کام نہ کرنا۔ حضرات حسنین کو پھر حکم دیا: محمد سے حسن سلوک کرنا، وہ تمھارا بھائی ہے اور تمھارے باپ کو بہت محبوب ہے۔ حضرت حسن کو مکرر ارشاد فرمایا: وضو اچھی طرح کرنا، نماز وقت پر ادا کرنا، زکوٰۃ میں تاخیر نہ کرنا، گناہوں کی مغفرت طلب کرتے رہنا، غصہ پی لینا، صلہ رحمی کرنا، جاہلوں سے بردباری سے کام لینا، پڑوسیوں سے اچھا سلوک کرنا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہنا۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

حضرت علی نے وصیت بھی لکھوائی: میں حسن، اپنی تمام اولاد اور ان سب کو جن تک میری یہ تحریر پہنچے، اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ حالت اسلام میں جان دینا، ذوی الارحام کا خیال رکھنا، اللہ تمھارا حساب آسان کر دے گا۔ یتیموں اور پڑوسیوں کے بارے میں خوف خدا رکھنا۔ قرآن، نماز اور بیت اللہ کے بارے میں خشیت الٰہی سے کام لینا۔ زکوٰۃ، رمضان کے روزوں، جہاد فی سبیل اللہ کے بارے میں اللہ کا خوف رکھنا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب نبی کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرنا۔ فقرا و مساکین کو اپنی معاش میں سے حصہ دینا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری بات یہ فرمائی تھی: ''میں تمھیں دو کم زوروں، بیویوں اور غلاموں سے حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں'' (المعجم الکبیر طبرانی: مسند علی بن ابی طالب ۱۶۸)۔ اللہ کا حق ادا کرتے ہوئے ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈرنا۔ لوگوں سے اچھی بات کرنا، امر بالمعروف، نہی عن المنکر نہ چھوڑنا۔ ایک دوسرے سے منہ موڑنا، نہ قطع تعلق کرنا۔ میں تمھیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

وفات

حضرت علی پر قاتلانہ حملہ جمعہ کے دن فجر کے وقت ہوا، جمعہ اور ہفتہ دو دن گزرنے کے بعد اتوار ۱۹ر رمضان ۴۰ھ کے روز انھوں نے وفات پائی۔ وفات سے پہلے لا الٰہ الا اللہ کا ورد کرتے رہے، اسی حالت میں جان جان آفرین

کے سپرد کی۔ایک روایت کے مطابق 'فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ. وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ'، ''اور جو ذرہ برابر بھلائی کرے گا، اس کا صلہ پائے گا اور جو ذرہ برابر برائی کرے گا، اس کا انجام دیکھ لے گا'' (الزلزال ۹۹: ۷-۸) ان کے آخری الفاظ تھے۔

تدفین

حضرت حسن، حضرت حسین اور حضرت عبداللہ بن جعفر نے حضرت علی کو غسل دیا۔انھیں تین کپڑوں کا کفن دیا گیا، اس میں قمیص نہ تھی۔ حضرت حسن نے نو تکبیریں کہہ کر نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت عبداللہ بن جعفر اور محمد بن حنفیہ جنازے میں شریک ہوئے۔ قصر امارت میں یا کوفہ کی جامع مسجد میں ان کی تدفین ہوئی، خوارج کی فساد انگیزی سے بچنے کے لیے قبر کو پوشیدہ رکھا گیا۔ موضع تدفین کے بارے میں کچھ روایات عجیب بھی ہیں، حضرت علی کو جنت البقیع میں حضرت فاطمہ کے مدفن کے پاس خاک میں اتارا گیا۔ جس اونٹ پر میت کو لے جایا جا رہا تھا، وہ گم ہو گیا۔ تابوت بنوطے کے ہاتھ لگ گیا اور انھوں نے نامعلوم مقام پر دفنا دیا۔ ایک روایت کے مطابق انھیں آل جعدہ کے گھروں کے ایک کمرے میں دفن کیا گیا۔ ابن کثیر کہتے ہیں: نجف میں جس مقبرے کو حضرت علی سے منسوب کیا جاتا ہے، وہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کا ہے۔ حضرت علی کی عمر کے بارے میں اقوال مختلف ہیں، اٹھاون برس (امام جعفر صادق)، تریسٹھ برس (امام باقر) یا پیسنٹھ سال۔ چار سال نو ماہ ان کی مدت خلافت ہے۔ حضرت علی پہلے ہاشمی خلیفہ تھے۔ان کے بعد ہاشمیوں میں سے ان کے بیٹے حضرت حسن اور امین الرشید خلیفہ بنے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

ابن ملجم کا انجام

حضرت علی کی شہادت کے بعد حضرت حسن نے ابن ملجم کو بلایا۔ اس نے حضرت حسن سے پوچھا: ایک اچھا کام کرنے کی اجازت دیں گے؟ میں نے حطیم کے پاس کھڑے ہو کر اللہ سے عہد کیا تھا کہ علی اور معاویہ، دونوں کو قتل کر دوں گا یا ان کے سامنے اپنی جان دے دوں گا۔ مجھے چھوڑ دیں، معاویہ کو ختم کر کے اپنے آپ کو آپ کے سپرد کر دوں گا۔ حضرت حسن نے کہا: میں اس کام کے لیے تجھے ہرگز نہیں چھوڑ سکتا کہ تو آگ کو اور بھڑکا دے۔ پھر آگے بڑھ کر اسے قتل کر دیا۔ اس کی لاش کو چٹائی میں لپیٹ کر آگ سے جلا دیا گیا۔

حضرت حسن کا خطاب

حضرت علی کی شہادت کے بعد حضرت حسن نے لوگوں سے خطاب کیا: تم نے آج کی رات ایک شخص کو

شہید کیا۔ آج ہی کی رات قرآن نازل ہوا، اسی رات عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھایا گیا اور یوشع بن نون علیہ السلام کو شہید کیا گیا۔ ان سے پہلے والے ان سے آگے نہیں نکلے اور بعد والے انھیں پا نہیں سکتے۔ انھوں نے سونا چھوڑا ہے نہ چاندی۔ محض سات آٹھ سو درہم اپنے خادم کے لیے رکھ چھوڑے تھے (المعجم الاوسط، طبرانی، رقم ۸۴۶۹۔ مسند ابو یعلیٰ، رقم ۶۷۵۷۔ مسند بزار، رقم ۱۳۴۰)۔

مطالعۂ مزید: تاریخ الامم والملوک (طبری)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، تاریخ اسلام (شاہ معین الدین)، تاریخ اسلام (اکبر شاہ نجیب آبادی)، سیرت علی المرتضیٰ (محمد نافع)۔

[باقی]

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"